قطعات خیال

یاسر

(محمد عمار یاسر)

کوئی بدلی آئی تو چھپ گیا کبھی پوری تاب سے جلوہ گر۔۔

مرا عشق مانند ماہ تھا۔۔۔ کبھی بے نشاں کبھی روبرو۔۔

انتساب

میں اپنے اس شعری مجموعے کا انتساب اپنے والد محترم الحاج عابد حسین اور والدہ محترمہ کے نام کرتا ہوں ۔ میں اپنے اس شعری مجموعے کو اپنے پیارے وطن سیت پور اور اس میں رہنے والے انمول لوگوں کے نام کرتا ہوں۔ اللہ پاک میرے وطن اور اس کے باسیوں کو سلامت رکھے۔

فہرست

پیش گفتار

قطعات دراصل الفاظ کیاگلدستہ ہوتے ہیں۔ الفاظ کا یہ گلدستہ خوشی، رنج، دوستی، دکھ، کرب اور معاشرے کو بیان کرنے کا ایک خاموش ذریعہ اظہار ہے؛ کبھی دل ٹوٹا، تو کبھی جذبوں کی بے قدری ہوئی، کبھی عزت افزائیاں ہوئی اور کبھی بن مانگے محبتیں مل گئیں جنہیں کسی حساس دل نے محسوس کیااور صفحات پر اتار لیا۔ قطعات صرف ابیات کا تسلسل نہیں ہیں بلکہ ایک حساس دل کے جذبات واحساسات کی ایک جھلک ہیں۔ ہر لفظ ہر مصرعہ زندگی کی کسی نا کسی حقیقت کو ظاہر کر رہاہوتا ہے۔ یہ مصرعہ کبھی احتجاج کے شعلوں میں لپٹاہوا ہوتا ہے تو کبھی وفا کی رم جھم میں بھیگا ہوا، کبھی طنز وطعن کی تلوار سے لیس، اور کبھی یادوں کی نرم خوشبو میں تر۔

بظاہر تو یہ الفاظ کاغذ پر لکھے نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ وہ الفاظ ہوتے ہیں جو دل پر نقش ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہاں دکھ بھی ہوتا ہے اور خوشی بھی۔ گلہ بھی اور تعریف بھی۔ محبتوں کا اعتراف بھی ہوتا ہے اور بے وفائیوں کا شکوہ بھی۔ ایک حساس دل شخص الفاظ کو شعر میں نہیں ڈھالتا بلکہ خود ہی ان جذبات کے زیر اثر خود کو ڈھال چکا ہوتا ہے اور اس کے الفاظ ٹوٹے دلوں پر مرہم کا کام دیتے ہیں۔

اگر میرے لکھے ہوئے الفاظ کسی غمگین شخص کے دلوں کا مرہم بن جائیں اور اس کی روح کی تڑپ کی آواز بن جائیں تو میری یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

یہ مجموعہ میرا نہیں ہے بلکہ آپ کا ہے، میرا قلم صرف ایک وسیلہ ہے جب کہ ٹوٹے ہوئے دلوں کا دکھ ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔

اس مجموعے کی تخلیق کی کہانی

یہ مجموعہ اچانک ایک دن میں وجود میں نہیں آیا۔ یہ سالوں پر محیط ان لمحوں کی پیداوار ہے جو خاموشی میں بات کرتے ہیں اور تنہائی میں پر شور ہو جاتے ہیں۔ اتنے پر شور کہ نیندیں اڑ جاتی ہیں، ان نیندوں کی محرومیوں کا صلہ ان الفاظ میں ملا ہے جنہیں میں اب قطعات کہہ سکتا ہوں۔۔ جوں جوں دل کے موسم اور لوگوں کے رویے بدلتے رہے الفاظ ان کے بدلنے کی گواہی دیتے رہے۔یعنی موسم یکایک تو نہیں بدل جاتے وقت لگتا ہے، حالات تبدیل ہوتے ہیں تب جا کر موسم بدلتے ہیں اور یہ مجموعہ انہیں موسموں کے بدلنے کے طویل اوقات کا ثمر ہے۔

یہ مجموعہ میرے جذبات کا آئینہ ہے اور میرے خیالات کی جھلک ہے۔

قطعہ نگاری کی طرف رجحان

اردو شاعری کی کئی اصناف ہیں جن میں سے سب سے پر شور اصناف غزل اور نظم ہیں۔ قطعہ نگاری نسبتا ایک خاموش صنف ہے۔ خاموش گہری اور پر کشش۔ مختصر مگر کاری۔ بچپن ہی سے مجھے قطعہ نگاری میں کشش محسوس ہوتی تھی۔ اور پھر قطع نگاری نے مجھے چنا تا کہ میں اس کے ذریعے اپنی خاموشی کو آواز دے سکوں۔

وقت کے ساتھ میرا یہ رجحان پنپتا گیا اور قطعہ نگاری میری روزانہ کی زندگی کا حصہ بن گئی۔ قطعہ نگاری نا صرف دل کی باتوں کا اظہار ہے بلکہ ایک موثر اظہار ہے جو قاری پر دیرپا اثرات چھوڑتا ہے۔ اس لیے میں نے اسے مجموعے میں قطعہ نگاری کو ہی اپنا ذریعہ اظہار بنایا ہے۔

اس کتاب کے مزاج اور اسلوب پر چند سطریں

یہ کتاب مختلف موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کا موضوع وسیع ہے۔ یہ کسی ایک گھٹن کی قیدی نہیں بلکہ معاشرے، رویوں، جذبات واحساسات کے وسیع تجربات کی آئینہ دار ہے۔ اس میں در کی کسک کبھی ہے اور طنز کی کاٹ بھی۔ قلندرانہ جوش بھی ہے اور مستانہ لاپرواہی بھی۔ کہیں **محبت کی چاشنی** ہے، تو کہیں **سماجی شعور کی کڑواہٹ۔**

اس مجموعے کا مزاج **زندگی اور مشاہدات سے عبارت ہے۔** اسلوب پیچیدہ نہیں ہے بلکہ سادہ ہے، سہل ممتنع نا کہیں تو ثقیل بھی نہیں کہہ سکتے؛ سچائی خلوص اور جذبہ آپ کو جابجا ملے گا۔
قاری کبھی بے ساختہ ہنس دے گا تو کبھی ٹھنڈی آہ بھر کر رہ جائے گا، کبھی سوچوں میں گم ہو جائے گا تو کبھی بے ساختہ واہ کہہ اٹھے گا۔ اور ان لمحوں میں میرا اس مجموعے کی تصنیف کا حق ادا ہو جائے گا۔

محمد عمار یاسر

(سیت پور، مظفر گڑھ)

جولائی 2025

مقدمہ

مقدمہ مصنف

ادب محض الفاظ کا حسن نہیں بلکہ سچائی کی چاشنی بھی ہے۔ ہر دور میں ادبی تخلیقات ہوتی رہی ہیں جو معاشرے کے دماغ پر چھائی دھند کی صفائی کا کام کرتی رہی ہیں۔ تصنیفات نا ہوتیں تو آج بھی انسان پتھر کے دور میں ہی رہ رہا ہوتا۔ تصنیفات میں انسانیت کی بقا کا روز ہے۔ زیرِ نظر مجموعہ ایک کاوش ہے جو سوچ کے نئے زاویے اجاگر کر کے فکری بالغ نظری کو ترویج دے گا۔

یہ مجموعہ خالصتاً قطعہ نگاری پر مشتمل ہے اور اشعار کی کوئی اور صنف اس مجموعے میں نہیں لائی گئی۔ قطعہ بظاہر تو مختصر شعری صنف ہے لیکن اس کے اثرات بہت گہرے اور دیرپا ہوتے ہیں۔ شعر کی یہ صنف شاعر کو موقع دیتی ہے کہ وہ باریک نکات کو عوامی فہم کی سطح تک لے کر آئے۔ رباعی کی طاقت اس کے مختصر ہونے میں ہے اور یہی رباعی کی مقبولیت کا راز بھی ہے۔

میں نے خلوص نیت کے ساتھ خالص جذبات کو ان قطعات کے قالب میں ڈھالا ہے اور کتابی صورت میں منتقل کیا ہے۔ اس مجموعے میں قاری کو کہیں طنز کی کاٹ ملے گی تو کہیں فکر کا وقار ملے گا، کہیں درد کی نرمی ہو گی، تو کہیں محبت کی گونجتی ہوئی آواز۔ ہر قطعہ ایک الگ طرح کی کہانی پیش کرے گا اور ہر مصرعہ ایک الگ منظر نامہ تشکیل دے گا، جو قاری کو اپنے سحر میں لے کر ایک خالص دنیا میں لے جائے گا جو تصنع سے پاک ہو گی۔ اس مجموعے کی زبان سادہ ہے اور رواں ہے جو اس مجموعے کی ایک خوبی ہے۔

یہ مجموعہ ان لوگوں لوگوں کے لیے بھی ہے جو صرف تفریح طبع کے لیے اس کو پڑھیں گے اور ان کے لیے بھی ہے جو دل کی گہرائیوں کے ساتھ باریک نکات کو جانچیں گے اور اپنی دلی کیفیات کے اتار چڑھاؤ

کے ساتھ اس میں غوطے لگائیں گے۔ ان قطعات شاعری، قبولیت، دغا، فکر، محبتوں اور بے اعتنائیوں سمیت بہت سارے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ قاری اس مجموعے کو صرف پڑھے گا نہیں بلکہ محسوس بھی کرے گا اور اگر ایک بھی قاری نے اس مجموعے کو محسوس کیا تو میں سمجھوں گا کہ حق ادا ہو گیا کیوں کہ اس مجموعے کو چھپوانے کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ زخموں پر مرہم لگایا جائے۔

مقدمہ

تحریر: محمد حسین

ادب کا دھاگہ صرف الفاظ کو اشعار میں نہیں پروتا بلکہ روح اور دل پر لگے زخموں کو سی کر ان پر مرہم لگانے کا کام بھی کرتا ہے۔ ایک سچا شاعر وہ ہوتا ہے جو ان دھڑکنوں کو سن سکے جو دوسرے لوگ نا سن سکیں۔ اس درد کو محسوس کر سکے جو دوسرے لوگ محسوس نہ کر سکیں، اور ان احساسات کو محسوس کر سکے جسے محسوس کرنے سے عام لوگ قاصر ہوں۔

میرے شاگرد نے جو علمی اور تحقیقی سفر طے کیا ہے اور جو مجموعہ تخلیق کیا ہے اس سے میرا دل اطمینان اور خوشی سے بھر گیا ہے۔ میں نے اسے ہمیشہ ادب کے ساتھ جڑا ہوا پایا۔ اس کی رباعیوں میں فکری گہرائی اور فنی پختگی دونوں موجود ہیں۔

زیر نظر مجموعہ دراصل اس کی وہ اندرونی دنیا ہے جو اس نے معاشرے پر آشکار کر دی ہے۔ دراصل ہر حساس شخص کی اندرونی دنیا ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔

قطعہ نگاری شعری اصناف میں ایک سخت اور مشکل صنف سمجھی جاتی ہے اور ہر شاعر کے بس میں نہیں کہ اس درجے تک پہنچے کہ قطعہ کہہ سکے۔

قطعہ نگاری صرف الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتا بلکہ تیہ خیل اور احساسات کی ایک موثر تشکیل ہے۔ یہ نوجوان ایک ابھرتا ہوا شاعر ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ اسی طرح لگن سے نئی نئی باریکیاں تلاش کرتا رہے

گا اور اس کا تخلیقی سفر جاری رہے گا۔ میری تمام تمنائیں اور دعائیں یاسر کے لیے جو ایک ابھرتا ہوا ستارہ ہے۔

محمد حسین

(استاد و ناقد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعات

روحانیت

جو برسے گی کبھی بارش تو پتے دھل ہی جائیں گے۔۔

جو آئیں گے کرم فرما تو سودے تل ہی جائیں گے۔۔

نہیں قسمت سے شکوے ہم تو ہیں محتاج قدرت کے۔

خدا جب مہرباں ہو گا مقدر کھل ہی جائیں گے۔۔

کسی کے پیچھے ہو تم فدا اور کوئی تمہارے لیے فدا ہے

کوئی تمہارے لیے ہے پاگل تمہارا محبوب دوسرا ہے

یہ زندگی ہے گزار دو اس کو بندگی خدا میں یاسر۔۔

خدائے واحد سے دل لگاؤ وہی زمانے کا آسرا ہے۔۔

نہیں ہے اختیار خون کی روانی پر۔۔

نہ دھڑکنوں سے پرے عشق جاودانی پر

ہزار بار حقیقت سراغ یار ہوئی

مجاز بار بار مچلا لن ترانی پر۔۔

دکھائی تو نہیں دیتا مگر ہے تیرا وجود۔۔

اللہ ھو حق موجود اللہ ھو حق موجود۔۔

تمہاری بندگی میں جھک گئے ہیں سر بسجود۔۔

اللہ ھو حق موجود اللہ ھو حق موجود۔۔

آدم (ع) کی نسل سے ہوں میں خلد بریں سے ہوں۔

آیا تھا جس جہاں سے وہیں کا ہے اب سفر۔۔

لینے کو میری زیست کو خود آئے عزرائیل (ع)۔۔

منزل کی میں تلاش میں بھٹکا نادربدر۔۔

خالی خالی دل ہے جیسے خالی کوچہ خالی گھر۔۔

دل میں تیری یاد بھرے تو دل کو ثروت کر دیوے۔۔

ایک نظر ہم خالی دستوں کی جانب بھی ڈال پیا۔۔

آنکھوں کی لجپالی میرے خالی کاسے بھر دیوے۔۔

اخلاقیات

کرپٹ افسر تیرے کردار پے تف۔۔

کرپشن میں ملے افکار پے تف۔۔۔

تف و نفرین تیری زندگی پے۔۔۔

تری حیات بے وقار پے تف۔۔۔

راہ پر خار ہے سنبھلتا جا۔۔۔

اپنے حصے کا کام کرتا جا۔۔۔

جو تری روح میں اتر جائیں۔۔۔

ان کے نقش قدم پے چلتا جا۔

نہ ہی کساف بر کوئی نہ تھا مکشوفہ گر کوئی

ضمیروں پر لگے تھے قفل اور زبانیں گنگ تھیں

تھے بہرے کان تو فغان ار جمان سنتے کیا

ہٹائیں ہم نے بیڑیاں تو ان کی ٹانگیں لنگ تھیں

دل مجروح

زخم اپنے سیجیے اور آنسو اپنے پیجیے۔۔۔

زار زار رویئے نا ہائے ہائے کیجیے۔۔۔

کیوں لگایا ہے تماشا، کیسی یہ چیخ و پکار۔۔۔

جی رہی کائنات آپ بھی جی لیجیے۔۔۔

درد نا تھا کوئی ایسا کہ بھلا دوں جس کو۔۔۔

شہر میں کوئی نہیں تھا کہ دعا دوں جس کو۔۔۔

یہ مری عمر کسی کو نا لگے بہتر ہے۔۔۔

کون مجرم ہے حیاتی کی سزا دوں جس کو۔۔۔

خواہشوں کے پتھر ہیں شوق کے دفینوں میں ۔۔

مسکراتے چہرے ہیں دکھ بھرے ہیں سینوں میں ۔۔۔

تیری یاد سینے میں ایسے آتی ہے جیسے ۔۔

...روشنی کی بارش ہو درد کی زمینوں میں ۔۔

گل کو اب غنچہ نا بولو کھل چکا ہے۔۔

دل پے رندے نا چلا دل چھل چکا ہے۔۔

حاسدوں کے لشکروں میں گھر گیا ہوں۔۔

یار میرا دشمنوں سے مل چکا ہے۔۔

میرا دل دوست تھا میرا بتانا مر گیا کیا۔۔

جہاں والوں نے نا چھیڑا افسانہ مر گیا کیا۔۔

مجاور ہوں میں خود تربت کا اپنی، زندگی میں۔۔

دلاسا کیوں نہیں دیتا زمانہ مر گیا کیا۔۔

ھوئے ہیں زخم مندمل ہوئی خفیف ہے کسک۔۔

نہیں ھے دھڑکا اب کوئی ھے دل دھڑکتا بے دھڑک۔۔۔

وہ اب ملے یا بے رخی دکھائے ھم کو کیا ملال۔۔

بچی ھے دل میں بس ذرا سی اس کی یاد کی رمق۔۔

کھڑکی پے دیدے رکھ دیے شاید کہ اس کی دید ھو۔۔

جیسے کہ روزہ دار کو آذان کی امید ھو۔۔

ماہ شوال بھی دکھا اور اس کا مکھڑا ابھی دکھا۔۔

ھر روزہ دار کی طرح میری بھی مولا عید ھو۔۔

ہنر ہے ناز تھا اپنے ہنر سے ڈوب گئے

کسی کے پیار میں تم بھی فخر سے ڈوب گئے

شب بیدار ہوں میں نے ہزار دیکھے ہیں

ستارے ایسے جو نور سحر سے ڈوب گئے

جو مجھ پے گزری خوب گزری حسرت ناشاد۔۔

مری آبادیوں سے ہو گئی اجل برباد۔۔

ہزار آندھیوں کے بس میں نہیں تھا چراغ دل۔۔۔

یہ آگ بڑھتی گئی بعد ہر طلاطم باد

جنگ اور عشق میں ہر ظلم روا رکھا ہے۔۔۔

اس نے چندن کے چراغوں کو بجھا رکھا ہے۔۔۔

دید والوں نے کہا واہ تری پردہ داری۔۔۔

کالے چہرے کو نقابوں میں چھپا رکھا ہے۔۔

ہمارا یار ہے آزار ہے دیوار دل پے وار ہے۔۔۔

خلش ہے خار ہے بے شک جگر کے پار ہے۔۔

ہزار باغ عدن سے بھی قیمتی ہے وہ۔۔

اگرچہ خار ہے دل اس کے غم میں خوار ہے

میانوالی چلے ہیں جھنگ کے رستے سے جائیں۔۔

سیال جھنگ کے مدفون کو مکتب بنائیں۔۔

حسینو ہم کو جینو دو تو جی لیں ایک لمحہ۔۔

کہ جس میں زندگی یکبار گی ساری بتائیں۔۔

حدود کیسی نفاذ کیسا ہر ایک حد سے گزر گئے ہو۔۔

وہ ناطے رشتے وہ وعدے قسمیں جو جوڑ کر کے مکر گئے ہو۔۔

کتاب لاتے حساب کرتے جواب دیتے سوال کرتے۔۔

تمہاری ڈھائی گئی قیامت میں تم حدوددوں سے بڑھ گئے ہو۔۔

خاک ہو جائیں گے مل جائیں گے مٹی میں صنم۔۔۔

نہ بتائیں گے کسی کو اپنے دل کا حال ہم۔۔۔

دیکھ کے سورج کو بھی گرہن لگا ہے بار بار۔۔۔

اس دل مخلص نے جو دیکھے ہوئے رنج والم۔۔

گھٹن سے کرب سے تازہ جنون اترا ہے۔۔

تمہاری قوم کے دل سے فسون اترا ہے۔۔۔

اگر چہ تو اسے کہتا رہا آشوب چشم۔۔

جگر کو چیر کے آنکھوں میں خون اترا ہے۔۔۔

ایک سے دونا ہوئے اور کثرتوں میں بٹ گئے۔۔۔

عشق کے مارے ہوئے تھے غیرتوں میں بٹ گئے۔۔۔

زندگی سے خوش امیدی بھی میاں جاتی رہی۔۔۔

ہم وہ تھے یاسر جو تیری حسرتوں میں بٹ گئے۔۔۔

جائے کہاں وہ جس کا سہارانا ہو کوئی۔۔

مشکل ہو روز گار گزارہ نا ہو کوئی

پردیس ہے وہ دیس جہاں بے بسی ملے۔۔

جس دیس میں غریب کا چارہ نہ ہو کوئی۔۔

ہم کو جس کی چاہت تھی اس کی چاہت تھا اور کوئی۔۔

ہم کو جس کی حسرت تھی اس کی حسرت تھا اور کوئی۔۔۔

ہم نے جس کی خاطر اپنا آج اور کل برباد کیا۔۔۔

ہم مشتاق رہے جس کے، اس کی راحت تھا اور کوئی۔۔

روتے چہرے کو چھپانے کا ہنر سیکھ گئے۔۔۔

دنیاوالوں کو دکھانے کا ہنر سیکھ گئے۔۔

حسرت دل کو در دل ہی دبایا اکثر۔۔

درد سینے میں سمانے کا ہنر سیکھ گئے۔۔

شاخِ مر دار خم نہیں ہوتی۔۔

بے وفا میں شرم نہیں ہوتی۔۔

آنکھ میں ریگزار اترے ہیں۔۔۔

آنکھ پانی سے نم نہیں ہوتی۔۔

عشق پیشہ نہیں مصیبت ہے۔۔

وقت کے ساتھ کم نہیں ہوتی۔۔

ایسے دوڑے کہ بے مثال گئے۔۔

اور مجھے مشکلوں میں ڈال گئے۔

جس نے دل کا علاج کرنا تھا۔

وہ فقط مشورے پہ ٹال گئے۔۔

کہاں کھو گئیں وہ طرح داریاں۔۔

وہ شیریں بیانی وہ دلداریاں۔۔

تری بات میں سادگی نا رہی۔۔

سکھائیں رقیبوں نے فنکاریاں۔۔

مجھے حالات نے مارا ہے ایسے۔۔

مری ہستی طلاطم ہو گئی ہے۔۔

تمہاری یاد جو آتی تھی اکثر۔۔۔

مجھے لگتا ہے کہ گم ہو گئی ہے۔۔

چلتے جاتے ہیں سفر میں یوں ہی، منزلیں روٹھ گئی ہیں شاید۔۔

قافلے میں وہ جلترنگ نہیں، گھنٹیاں ٹوٹ گئی ہیں شاید۔۔

عشق تو سانجھے کی ہنڈیا ٹھہری، ہم ناں کہتے تھے میاں باز رہو۔۔۔

بیچ چوراہے پے جو رکھی تھیں ہانڈیاں ٹوٹ گئی ہیں شاید۔۔

ہمارا چہرہ اداس آندھی کی دھول جیسا۔۔۔

ہماری آنکھیں اداس پنچھی کی حسرتیں ہیں۔۔

ہماری باتیں اداس لوگوں کی آہ جیسی۔۔

ہماری یادیں اداس لمحوں کی کاوشیں ہیں۔۔

ہمارے یاسر یہ شعر کیسے یہ شاعری کیا۔۔

یہ درد میں مبتلا کی بے ربط دھڑکنیں ہیں۔۔

زندہ در گور بے گناہ کیا

جس نے رسوا کیا تباہ کیا

اب بھی اس کا خیال کرتے ہو

جان یاسر کمال کرتے ہو

دکھا کے خواب میں نے دل کو مطمئین کیا۔۔

یہ کون ہے جو اٹھاتا ہے اور رلاتا ہے۔۔۔

حقیقتیں بڑی ظالم ہیں مجھ کو سونے دو۔۔

یہ کون پھر سے مری حسرتیں جگاتا ہے۔۔

مفلس کی جیب کی طرح خالی ہے آج کل۔۔

اتنا دکھاؤ دل کو کہ بھر آئے میرا دل۔۔۔

لائق نہیں ہے دنیا کہ دل اس پے آئے اب۔۔

دل ہی نکال دینا اگر آئے میرا دل۔۔

موت تو موت تھی پر تم تو میاں اپنے تھے۔۔

آنکھ موندی ہی نہیں دفن کی تیاری ہے۔۔

زندگی میں تو گوارا نہیں تھے رشتہ دار۔۔

جان جاں کیا میرے مردے سے بھی بیزاری ہے۔۔

موت نے آنا ہے لیکن یار نے آنا نہیں۔۔

کیا کریں اس زندگی کا کیوں سیئیں دل کے زخم۔۔

ہم فنا کی منزلوں کے پاس جا پہنچے ہیں تو۔۔

کس لیے دل تھام لیں یا چارہ گر بلوائیں ہم۔۔۔

کچھ درد میرے دل کے مکیں ہو چکے ہیں اب۔۔

دکھوں نے دیکھ بھر دیا اپنے جہان کو۔۔

آنکھوں میں دکھ کی ریت ہے پانی نہیں رہا۔۔

آنسو نے خشک کر دیا اپنے مکان کو۔۔

ہم نے ان کو کیا سمجھا وہ نجانے کیا نکلے۔۔

جن سے دل لگایا تھا خار بد نما نکلے۔۔

زندگی میں اور ان میں قدر مشترک یہ تھی۔۔

زندگی بھی فانی تھی وہ بھی بے وفا نکلے۔۔

جان جاں جان بہار تم پے میرا دل نثار۔۔

دل ہمارا لے کے ٹکڑے کر دیے ہیں تم نے چار۔۔

تم سے جاری ہے ہمیشہ میرے دل کا کاروبار۔۔

پھر بھی جانے کس لیے ہم رو رہے ہیں زار زار۔۔

جن میں اس یار کے ملنے کی لکیریں ناہوں۔۔

ایسے ہاتھوں کے بدلنے کی دعا کرتے ہیں۔۔

اب ہمیں پھول بھی اچھے نہیں لگتے یاسر۔۔

جب سے ہم یار کے چہرے کو تکا کرتے ہیں۔۔

تم نے چھوڑا تھا مجھے جب مری جوانی تھی۔۔

۔۔ دل میں ارمان تھے اور خون میں روانی تھی

اب تمنا ہی نہیں ویسی زندگی ہی نہیں۔۔

اب نا آنا کہ چراغوں میں روشنی ہی نہیں۔۔

مجروح محبت تھے سرکار کو کیا دیتے

آنسو بھی نہیں نکلے ہم یار کو کیا دیتے۔۔

آنکھوں میں محبت کی تصویر تھی کچھ ایسی۔۔

روتے تو بہا دیتے نا روتے تو ڈبا دیتے۔۔

ہو گا حساب ظلم و ستم کا جفاؤں کا۔۔

محشر میں ہو گا فیصلہ جب بے وفاؤں کا۔۔

جو نا قبول رہ گئیں فریادیں بار بار

مانگوں میں خدا سے صلہ ان دعاؤں کا۔۔

مداواہو نہیں سکتا، معافی ہو نہیں سکتی۔۔

گناہ بے وفائی کی تلافی ہو نہیں سکتی۔۔

گناہ گارو سنو ایک روز محشر بھی بپا ہو گا۔۔

یقیناً سرزنش دنیا کی کافی ہو نہیں سکتی۔۔

جس کا کوئی اپنا نا ہو کیوں نا روئے بیچارہ دل۔۔

دیکھو دیکھو کیا ٹوٹا ہے شیشہ ٹوٹا یا ٹوٹا دل۔۔

جوڑ کے دیکھو نا جڑ پائے تو پھر دل ہی ٹوٹا ہو گا۔۔

ٹوٹ کے سینہ چیر گیا ہے میرے دل میں تمہارا دل۔۔

یا دشمنی کرے یا دوست دار ہو جائے۔۔

چلائے تیر مرے دل کے پار ہو جائے۔۔

میں چاہتا ہوں مرا مدعی بنے یا سر۔۔

کسی بہانے سے دیدار یار ہو جائے۔۔

سانپ تھا لپٹا گردن سے کاٹ لیا خاموشی سے۔۔

شیشہ ٹوٹا شور ہوا دل ٹوٹا خاموشی سے۔۔

دنیا والے دشمن تھے لیکن ہائے کیوں دشمن۔۔

ہائے ہائے کیوں میرا یار ہوا خاموشی سے۔۔

دل کے بدلے دل تو ہم نے کب کا اس کو دے دیا۔

زندگی بھی دے چکے ہیں پھر بھی قرضا بڑھ گیا۔۔

اب ہوا معلوم اس نے دل دیا تھا سود پے۔۔

قرض تو اترا نہیں ہے سود یکدم چڑھ گیا

میں مست ہوں تو کیا ہوا قاتل تو نہیں ہوں۔۔

دل توڑنے والوں سے کوئی رابطہ نہیں۔۔

آئے نا کوئی در پے مرے اب کہ اب مرا۔۔

دنیا کے پارساؤں سے کچھ واسطہ نہیں۔۔

کیاڈھونڈنا اسے کہ مرے دل کے پاس ہے۔۔

میں خود کو ڈھونڈتا ہوں کہیں گمشدہ ہوں میں۔۔

پیوند خاک ہو گیا ہوں دیکھ مرے دوست۔۔

آ دیکھ تیری راہ میں کیسے پڑا ہوں میں

دیکھے اس کے نین وغیرہ۔۔

لٹ گیا دل کا چین وغیرہ۔۔

جن کو سادہ سمجھا دل نے۔۔

راہزن نکلے عین وغیرہ۔۔

ایک وعدے پے عمر گزری ہے۔۔

جانے کب گفتگو وفا ہو گی۔۔

ہم نے چاہی ہے داد الفت کی۔۔

سادگی کی بھی انتہا ہو گی۔۔

سکھ دے کے ہم نے غم خرید کر لیے تو کیا۔۔

سودا کیا ہے ہم نے کوئی راہزنی نہیں۔۔

دل میں سنبھال رکھا ہے اک ماہتاب کو۔۔

کس نے کہا ہے دل میں میرے روشنی نہیں۔۔

کھو گئے تھے کھوئے کھوئے رہ گئے۔۔

مل گئے لیکن کہاں مل پائے ہم۔۔

پہلے ان سے مل کے دل کو خوش کیا۔۔

بعد میں یاسر بہت پچھتائے ہم۔۔

ضرب سخن

اچھے اچھے بکتے دیکھے پیسہ پھینک تماشا دیکھا۔۔

بھیس بدلتی دنیا دیکھی ہوتا ایک تماشا دیکھا۔۔۔

بے دیدی کی دنیا والے تیرے کاہل دیدوں نے پر۔۔

آگ لگی تھی گلشن گلشن آنکھیں سینک تماشا دیکھا

یہ نا سمجھو کہ بے وفا ہیں لوگ

سوزش دل میں مبتلاء ہیں لوگ

کتنے ہیں دور دور رشتہ دار

صرف کہنے کو اقربا ہیں لوگ۔

بک گیا چارہ گار پیسوں سے، زر پرستوں سے خوف آتا ہے۔۔۔

میرے ساتھی سفر میں بچھڑے ہیں، مجھ کو رستوں سے خوف آتا ہے۔۔

جن کی حالت خراب مستی میں کھولتے ہیں جو راز بستی میں۔۔

عقل والوں کو تیری دنیا کے ایسے مستوں سے خوف آتا ہے۔۔

تلوار کے گھاؤ سے بڑا گھاؤ قلم کا ہے۔

بدلہ ہے مظالم کا، ہر ایک ستم کا ہے۔۔

درد جگر کو اپنے، کیوں کر چھپائیں لوگو۔۔

اظہار ہی مداوا، اس رنج والم کا ہے۔۔

کف افسوس مل رہے ہیں لوگ۔۔۔

مونگ سینے پے دل رہے ہیں لوگ۔۔۔

یار نے بخش دیا موقع وصل۔۔

اور تعصب میں جل رہے ہیں لوگ۔۔

حیلہ و مکر کو ہتھیار بنا رکھا ہے۔۔۔

جھوٹ کہنے کو کاروبار بنا رکھا ہے۔۔۔

پیسنے کے لیے غربا و مساکینوں کو۔۔۔

اس نے ہر جبر کا اوزار بنا رکھا ہے۔۔

اگر روز محشر اٹھانا ہے سر

تو ظالم وڈیرے کی داری نا کر

خوشامد میں افسر کا ٹاؤٹ نا بن

قلم بیچ ناہی لفافہ پکڑ

ابھی وقت ہے خواب غفلت سے جاگ

پس مرگ ورنہ جلائے گی آگ

جیسے کشتی میں ہوں چھید اور پھر دور کنارہ ہو۔۔

جس کا یار منافق نکلے اس کا کون سہارا ہو۔۔

گود میں میرے دشمن کی گر تم نے وقت گزارا ہو

حاسد اور منافق لو گو بیڑہ غرق تمہارا ہو۔۔۔

بغض میں لپٹا لبادا آپ کا۔۔۔

خوب جانا ہے ارادہ آپ کا۔۔

ہم نے مسکینوں کا چولا پہن کے۔۔

خوب دیکھا ہے تماشا آپ کا۔۔۔

بے مروت بے شرف چھڑتے گئے۔۔

چار سمتیں ہر طرف چھڑتے گئے۔۔

ہم نے تو چھیڑی ذرا سی بات تھی۔۔

اور منافق صف بہ صف چھڑتے گئے۔۔

آؤ اک شعر سنا دیتے ہیں۔۔

دشمنوں کو بھی دعا دیتے ہیں۔۔

سوچ کرتی ہے عیاں تربیت۔۔۔

لفظ نسلوں کا پتا دیتے ہیں۔۔

لوگوں کے جائز کاموں کو رکواتے ہیں۔۔۔

ناجائز کام بھی کرتے ہیں کرواتے ہیں۔۔۔

خود کو فرعون سمجھنے لگتے ہیں شاید۔۔

جب گھٹیا لوگ بڑے منصب پے آتے ہیں۔۔۔

تمہارے ہم نوا سارے ہوئے ہیں۔۔

تمہاری آنکھ کے تارے ہوئے ہیں۔۔۔

یہ نا سمجھو کہ سارے ہیں تمہارے۔۔

یہ میرے بغض کے مارے ہوئے ہیں۔۔۔

رخ یاسر اسے پسند نہیں

جرم تو سچی بات کہنا ہے

دوغلا پن مجھے سکھائے کوئی

میں نے اس کے جلو میں رہنا ہے۔۔

لوگ تو لوگ ہیں بس لوگ ہیں خدا تو نہیں۔۔

کس لیے لوگوں کے آگے جھکے ہوئے ہیں لوگ۔۔

بھیڑ ہے لوگ ہیں ہر سمت ہے چہروں کا ہجوم۔۔

وقت جاری ہے تو پھر کیوں رکے ہوئے ہیں لوگ۔۔

سنا ہے باپ زندہ ہو تو پاؤں بھی نہیں دکھتے۔۔

سنا ہے باپ مر جائیں تو کتے کاٹ لیتے ہیں۔۔

سنا ہے روٹیاں لائیں گے پھر سے خواب میں بابا۔

وہ دیکھو کیسے آنکھیں موند کے معصوم سوتے ہیں۔۔

ان کی لگام دیکھ لے کھنچتی تری طرح۔۔

وہ بھی غرور کرتے تھے مٹی تری طرح۔۔

دیکھے ہیں اس نشست پے بیٹھے ہوئے کئی۔

خود کو خدا سمجھتے تھے وہ بھی تری طرح۔

ننگ اپنی ذات اور معاشرے پے بار ہیں ایسے بھی کچھ لوگ ہیں۔۔

میڈیا کے نام پر جھوٹے کاروبار ہیں ایسے بھی کچھ لوگ ہیں۔۔

خون بیچ دو مگر سیاہی قلم نہیں لعنتیں ہیں اس پے جس نے یہ سیاہی بیچ دی۔۔

جس نے حق کی بات کی اس کے بیڑے پار ہیں ایسے بھی کچھ لوگ ہیں۔۔

ایک جیسے سب نہیں اچھے بھی ہیں زرد بھی۔۔

میڈیا میں بھی ہمارے چند سچے یار ہیں ایسے بھی کچھ لوگ ہیں۔۔

اجلے اجلے کپڑے پہنے بھولی شکلوں والے لوگ۔۔

لیکن من کے میلے کھوٹے جھوٹے دل کے کالے لوگ۔۔

ایسے لوگوں سے ناطہ ہے یاسر اکثر دنیا میں۔۔

خالص دل کا دعویٰ لیکن کینے رکھنے والے لوگ۔۔

دل کہاں دل ہے اگر محرم و ہمراز نہیں۔۔

ظرف کیا ظرف ہے جو ظرف دل نواز نہیں۔۔

سینے میں دل ہے تو پھر درد کو محسوس بھی کر۔۔

مانتا ہوں مری تصویر میں آواز نہیں۔۔

جن کے دل دل نہیں ہیں پتھر ہیں۔۔

ان کو کیا علم شاعری کیا ہے۔۔

کچھ ٹکے میرے بھی ہوتے یاسر۔۔

پھر بتاتا کہ زندگی کیا ہے۔۔

حسینیوں کو بھی مانتے ہو یزیدیوں کے بھی خیر خواہ ہو۔

ہو انقلابی خیال رکھتے مگر لٹیروں کے پیشوا ہو۔۔

وہاں پے چوری میں حصہ داری یہاں یہ کہتے ہو پارسا ہو۔۔

نا ہم سے پوچھو تمہی بتاؤ نہیں منافق تو اور کیا ہو۔۔

آؤ صدق و وفا کی بات کریں

آؤ شرم و حیا کی بات کریں

شرف انسانیت کو اپنا کر

سوچ کے ارتقا کی بات کریں

ہے زندگی بھی قیمتی لیکن۔۔

ناہو آزادی تو مر جانا بھلا۔۔

جہاں ہو بولنے پے پابندی۔۔

ہے ایسے دیس سے ویرانا بھلا۔۔

سرائیکی قطعات

رہایا نمی پر کٹیندا اوداں۔۔۔

میں بئے کہیں دے کیتے بھگیندا اوداں۔۔۔

زمانے دے طعنے جھلیندا اوداں۔۔

منافق تے لعنت کریندا اوداں۔۔۔

جا جاتے لانو نڑا سو کھانئیں

اے عشق ہے پان دا کھو کھانئیں۔۔

جے یار مسافر نال تھیوے

ول رستہ ڈاڈھا او کھانئیں۔۔

امیراں دے ڈیرے دے چکر نالا

غریباں دے بوہے تے راشن پچا

خوشامد دی دنیا دے او بادشاہ

حیاواں کو ہتھ مار چاہنڑ ذرا۔۔۔

دنیانال وگاڑی بیٹھیں، بیٹھیں اگاں لائی

تیری منجی تھلے کتا تینوں خبر ناکائی

صاف شفاف نظر داہائی ہر ہر شخص داتھلا

اپنڑے آپ نوں میلا کیتا جیڑھی جا آزمائی

غیر دا خوف ہٹا مخالف بندے کھاندے کیا

سچی گال ڈسا مخالف بندے کھاندے کیا

دنیا کوں بھڑکایا حاسد ساکوں آن ڈسایا قاصد

حاسد ہے تاں کیا مخالف بندے کھاندے کیا

چاریں پاسے دشمن لوکی میں کیا کہیں دی منجی ٹھوکی

ساکوں نئیں پرواہ مخالف بندے کھاندے کیا

ناں رابطے ناں واسطے نا فکر کروں ہا۔۔۔

ناں داریاں ناں رنجشاں نادر در کھوں ہا۔۔

اساں چیڑیاں ہوووں ہا کٹھے اڈ جلوں ہا۔۔۔

دنیا گولی رکھے ہا اساں ناں لبھوں ہا۔۔۔

غیر دے مونڈھے چڑھ تے آدھے ڈیکھو ودھ گئے میڈا قد۔۔

ڈھیر اوباہلا نہ تھی پیارے اپنڑی گھوڑی چھاں تے بدھ۔۔

میڈے نال وی پیار ونڈاویں دشمن نال ونڈاویں حال۔۔

ڈو بیڑیمیں تے نا چڑھ پاگل مر سیں یاتاں ادھوادھ

میں آکھیے ول کڈاں ملسوں

ہوں آکھیا خواب ڈہدا رہ

میں خواباں وچ ولا ملساں۔۔

میں خواباں وچ گلیندا اں ہاں

تے ملدا نئیں

جیڑھا آھدا ہا آملساں۔۔۔

منافق دی یاری توں بہتر ہے کالی اندھاری منافق توں بچ کے رویں

منافق فراری بڑی تیز رکھدے سواری منافق توں بچ کے رویں

منافق اگر تیڈی بیڑی چلاوے ولا کون ڈس تیڈی بیڑی بچاوے

کریسی ازاری منافق اگر تیکوں تاری منافق توں بچ کے رویں۔

ویڑھاوت آباد تھیسی گھر دے وچ آسی بہار۔۔

ھوسی ختم اے رنج اوسن یار دو خوشیاں ھزار۔۔۔

کیوں ناڈیسی کارساز کن ساکوں نعم البدل۔۔

کیوں نااوسی ڈس بھلا بے چین دلڑی کوں قرار۔۔۔

اتھاں جاونڑاں سو کھا۔۔۔ مرناسو کھا۔۔۔ جیونڑاں او کھا ہے۔۔

کے تک میں اپنڑاں ہاں پیو اں ہنڑ پیو نڑاں او کھا ہے۔۔

میکوں مار تے سکھ داساہ اوسی لکھوا گھن ظالم نااوسی

میں زہر داپیالہ پی گھنساں تیں تھیو نڑاں او کھا ہے۔۔۔

توں لکھ کتاباں لڈ ودا ہے فیصلہ یار حقیقت دا جیڑھا کھوتا اے او کھوتا ہے

تھی سناڈھیر پلیت ہوسی جیڑھا کتا یا خنزیر ہوسی بھاویں مل مل اونکو دھوتا ہے

توں لکھ اعتبار وداڈیویں جیڑھا مجرم ہے او مجرم ہے جیں جرم داپایا چوتا ہے

یا سر او شخص زمانے وچ مجبور ترین اشخاص اچ ہے جیڑھا عشق اچ لوتا پوتا ہے

ککڑ ہے آزاد طبیعت لوگ جگاوے ستے۔۔

جیڑھا روٹی کھا کے بھونکے اس توں چنگے کتے۔۔۔

ڈھوراں ڈنگراں توں وی تلے ہے خود غرض دا درجہ۔۔

وچھے، گابے، لیلے، کٹے اس انسان توں اتے۔۔۔

جے بغض رکھیندیں سامنڑے آ۔۔۔

جے ویر پلیندیں سامنڑے آ۔۔۔

میڈی کنڈھ تے وار نا کر دشمن۔۔

جے وار کریندیں سامنڑے آ۔۔

میں اے نئیں پیا آہدا ابر ابر بلھا چا۔۔

میں اے وی نی آہدا جو گل نال لا چا۔۔

توں یا سر دے چمڑے دی جتی سوا چا۔۔۔

بس اپنڑا ابنڑا ابھاویں نوکر بنڑا چا۔۔

ہک بئ سختی ڈاج دے ناں تے دھی آلا سہہ ویسی

بیا پہاڑ غریب دے سر تے اج یا سر ڈھہہ ویسی۔۔

رن امیر دی پیسی یارونوں تولے دالا کٹ۔۔۔

دھی غریب دی ٹکا آناناں ہوسی بہہ ویسی۔۔۔

تیڈے نال دنیا ساڈے نال ماں اے۔۔

تیڈے ویڑھے دھپ اے ساڈے پاسے چھاں اے۔۔

ماں دے پیراں وچ بہہ تھی یاسر۔۔

جیڑھی لبھیندیں جنت اتھاں اے۔۔

ہینڑے شخص تے ظلم نا کر۔۔

ہینڑے تے ناڈانگ وسا۔۔

ڈاڈھے شخص کوں تاں الوا۔۔

ول تیکوں مل پوسی یا

پک گئے پیلھوں وچھ گئے دستر خوان ونڑاں دے نال۔۔

گوپے ہن آباد ہے وسدی دھرتی بختاں بخت۔۔

گھل پئی ڈکھنڑ وگد اسند ھو اڈ پئے چٹے بگ۔۔۔

ہیں ہک پل دا مل نئیں ساری دولت طاقت تخت۔۔۔

آیا سر دے دیس ڈکھاواں یار دیار سرائیکی۔۔

گجدے دریاٹر دے صحرا مستو مست درخت۔۔

وانگ کبوتر اکھیں بندن کنبدیں وانگ دسمبر۔۔

جیڑھاڈینہہ ہے قبر دے باہر ناں آسی او اندر۔۔

آدم دے بچڑے توں ناں ڈر اے آدم دا بچڑا۔۔

نارامار علی دا مومن کر گھن پار سمندر۔۔۔

دنیادانام چنگئ کینی۔۔

ول وی دلڑی بدلئ کینی۔۔

اے اوکھے وقت نے ڈسیاہے۔۔۔

توں ہر کہیں داتیڈا اکئ کینی۔۔

دل کوں نشتر دے نال کھن چھوڑیے

ہائی جو سونڑھے دی گال من چھوڑیے۔۔

دل ہا یار یت دا گھر وند اہا۔۔

پہلی ٹھوکر تے یار بھن چھوڑیے۔۔

ساڈی کھس گھن دولت بدلے وچ۔۔

رخسار ڈکھا اساں خوش رہسوں۔۔

تیڈی کھل زخماں دا مرہم ہے۔۔

توں کھل بیٹھا اساں خوش رہسوں۔۔

اساں تے جیڑھے ظلم ظالم وسینی۔۔

جیڑھے قہر ڈھینی، ڈساواں خدا کوں۔۔

تولاوار ثاساکوں سمجھی تاں کھڑ ونج۔۔

تیکوں مل پواواں، پکاراں خدا کوں؟؟

بارھوں چٹے اندروں کالے--

روز کریندن وکھرے چالے--

موں دے مٹھے دل تے تالے--

ایسے لوکی اللہ ٹالے--

اندروں مٹی باہروں مٹی خاک دی ڈھیری اکڑی رہسی۔۔

جھوٹی شان بنڑائی رہسی لڑ نقصان دا پکڑی رہسی۔

مٹی دے اتے یا تلے ساری مٹی او کھی ہوسی۔۔

جیڑھی مٹی صبر کریسی اوہا مٹی تکڑی رہسی۔۔

آوارگی

ہو جن کا گھر وہ شام ہو چلی ہے گھر جائیں۔

جو دربدر ہوں کوئے یار سے کدھر جائیں۔

جو سنگ باریاں ہوں ٹوٹ کر بکھر جائیں۔

پھٹے جگر تو خون تھوکیں اور مر جائیں۔

اک شخص کو دیکھا ہے کہیں میں تو نہیں ہوں۔۔۔

ویران سراپا ہے کہیں میں تو نہیں ہوں۔۔

ہنگام میں گمنام ہیں بے نام سے آثار۔۔۔

احوال ہیں گمنام کہیں میں تو نہیں ہوں۔۔

کوئی تنظیم ہو ہم چاک گریبانوں کی

انجمن خوب جمے ہوش سے بیگانوں کی

لوگ دیکھیں نا ہنسیں اور نا پتھر ماریں

ہوش والوں پے کڑی دھاک ہو دیوانوں کی

عزم

لگائی آگ فصل گل کو تو کیا

تازہ غنچے ابھی کھلے ہیں

ہم بھی کھوٹے نہیں کھرے ہیں

تیرے معیار سے پرے ہیں

غم جاناں غم دوراں سے بیڑا پار ہوا۔۔

وہ اور لوگ تھے جن کے جگر سے پار ہوا۔۔

توانا اور بھی ہوتا رہا چراغ دل۔۔

زمانہ جس کو بجھانے میں کارزارِ ہوا۔۔۔

دل کے ٹوٹنے کے بعد بھی خوشی ہے معجزہ۔۔۔

سرکشی کے درمیان بندگی ہے معجزہ۔۔

ظلمتوں کو چیرتی تابندگی ہے معجزہ۔۔

موت کے حصار میں یہ زندگی ہے معجزہ۔۔

سنو دل ہوں میں داستاں مجھ سے ہے۔

پہاڑوں میں تیشہ رواں مجھ سے ہے۔۔۔

زمانے میں آہ وفغاں مجھ سے ہے۔۔

زمانے کا زور بیاں مجھ سے ہے

جہاں سے نہیں ہوں جہاں مجھ سے ہے۔

کاٹ باقی ہے سیاہی کی دھار باقی ہے۔۔

قلم پے میرا ابھی اختیار باقی ہے۔۔

میں بھی باقی ہوں میرے لفظ ابھی باقی ہیں۔۔

گر ترا جبر ترا اقتدارِ باقی ہے۔۔

دعوائے عشق ہے ہمیں بھی ان کو بھی مگر۔۔

۔۔۔ نکتہ نظر کا فرق ہے اے صاحبان بس

ان کا ہے اضطراب کہ شہرت ناہو خراب۔۔۔

اپنا ہے اطمینان کہ جائے گی جان بس۔۔۔

عمر عزیز کٹ گئی فقیری میں۔۔

یعنی کہ خواہشات کی اسیری میں۔۔

غربت میں ہی میاں گزار زندگی۔۔

تاثیر ہی نا ہو اگر امیری میں۔۔

دھڑکے ناجو سینے میں وہ دل زندہ نہیں ہے۔۔۔

زندہ ہے تو دھک دھک کی صدا کیوں نہیں دیتا۔۔

دل گھر ہے اگر اس کا کوئی در بھی تو ہو گا۔۔

گر در ہے تو دستک کی صدا کیوں نہیں دیتا۔۔۔

مجھ سے کہتے ہیں اطاعت کر لو۔۔

مسئلہ کیا ہے مصلحت کر لو۔۔

ظلم سے کیسے مصلحت کر لوں۔

دل تو کہتا ہے بغاوت کر لو۔۔

زبان و شعر

دلربا آکے بدل دو مرے دل کی حالت۔۔

دل کو معلوم نہیں ہے کہ کھلبلی کیا ہے۔۔

بر زبانان دگر شیدا و فریفتہ اند

جو نہیں جانتے یاسر کہ فارسی کیا ہے۔۔

چاہے جھوٹا ہی سہی پھر بھی دلاسا ہو کوئی۔۔

دل کی باریکیوں سے کاش شناسا ہو کوئی۔۔

واہ واہ کرتے ہیں پرواہ نہیں کرتے ہیں۔

جیسے الفاظ درد نا ہوں تماشا ہو کوئی۔۔

ایک فارسی قطعہ

او که درد ژرف بود فکر عمیق

باگذشت زمان از بین می رود

او که بود اضطراب او که ترس فراق۔۔

بشنوای جهان از بین می رود۔۔

(ترجمہ: وہ جو گہرا درد تھا، اور گہری سوچ—

وقت گزرنے کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔

وہ جو اضطراب تھا، اور جدائی کا خوف—

سن لے اے دنیا! وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔)

محبتیں

شہر لاہور سے محبت ہے۔۔

ہجر میں غم زدہ سا رہتا ہوں۔۔

میرا محبوب ہے کراچی بھی۔۔

راز یہ بھی جناب کہتا ہوں۔۔

دل میں بستا ہے میرے ننکانہ۔۔

جھنگ کا بھی خیال کرتا ہوں۔۔

دل کی دھڑکن ہے سیت پوریا سر۔۔

عشق اپنے وطن سے کرتا ہوں۔۔

ملنے کبھی منانے یا پوچھنے بتانے۔۔

آئے ہیں سیت پور میں کر کے کئی بہانے۔۔

ہر سو ہے سیت پور میں خوشبوئے وفا یاسر۔۔

دریاؤں کی سرگم نے چھیڑے نئے ترانے۔۔

وطن کی خیر ہو اہل وطن کی خیر ہو مولا۔۔

اٹھا کے ہاتھ سب کی خیر میں اللہ سے مانگوں۔۔

اگر کٹ جائیں میرے ہاتھ تو مانگوں زبان سے میں۔۔

زبان بھی کاٹ دیں ظالم تو دل کی چاہ سے مانگوں۔۔

سانپ گیسو ہیں تیر بینی ہے۔۔

خم ہے ابرو میں خنجروں جیسا۔۔

دل کے ٹکڑے ہزار کرتا ہے۔۔

آنکھ کا وار راہزنوں جیسا۔۔

قتل کیا حسب نسب ہے تیرا۔۔

سارا حلیہ ہے قاتلوں جیسا۔۔
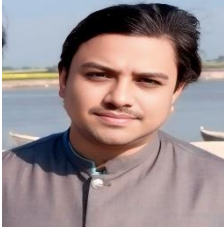
ضمیمہ اول

مصنف کا تعارف

اس کتاب کے مصنف ایک ہمہ گیر شخص ہیں اور ہمہ جہت شخصیت کے مالک ادیب، ماہر تعلیم، اور فکر انگیز لکھاری ہیں، موصوف خالصتاً خلوص دل، لگن نے علم و ادب کے میدان میں خاموشی سے مگر پُر اثر انداز میں اپنی جگہ بنائی ہے۔ ان کا تعلیمی پس منظر بھی ، محنت اور جستجو سے عبارت رہا۔ ہمہ جہت تعلیمی پس منظر رکھتے ہیں۔ ماہر جراثیمی امراض بھی ہیں، انگریزی، فارسی اور تعلیم جیسے مختلف علمی شعبوں میں اعلیٰ تعلیمی اسناد بھی حاصل کر چکے ہیں اور شاعر و ادیب بھی ہیں، جن سے ان کی علمی وسعت اور فکری گہرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔

ادبی سفر کا آغاز انہوں نے بچپن سے ہی کر دیا تھا۔ نوائے وقت میں پھول اور کلیاں بچوں کے سیکشن میں لکھتے رہے ہیں۔ شاعر بھی ہیں ادیب بھی۔ صرف قطعہ نگاری میں ہیں نام نہیں بنایا بلکہ ابیات، غزلیات اور نظم میں بھی اپنا لوہا منوایا ہے۔ ان کے کلام میں درد دل واضح طور پر جھلکتا ہے۔ سادگی ان کے کلام کو مزید قابل فہم اور موثر بنا دیتی ہے۔

مصنف سنجیدہ گفتگو کے شوقین ہیں، ان کے مطابق ادب محض ایک تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک فکری جہاد ہے۔ ان کے نزدیک قلم وہ آلہ ہے جو معاشرے کے پسے ہوئے طبقات کی موثر آواز بن سکتا ہے۔

یہ مجموعہ یقیناً قارئین پر دیرپا اثرات چھوڑے گا۔

قارئین کے لیے نوٹ

یہ مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ میری سوچ اور تجربات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں شاعر ہونے کا دعوے دار ہرگز نہیں بلکہ کچھ ٹوٹے پھوٹے الفاظ کا سہارا لے کر میں نے اپنے اندرونی محسوسات کو قلم کے ذریعے کاغذ پر اتارا ہے۔

میری التجا ہے کہ میرے قطعات کو فنی پیمانوں پر ناماپیے کیوں کہ میں ان پر پورا نہیں اتر پاؤں گا۔ صرف ان احساسات کو محسوس کرنے کی کوشش کیجیے جو ان قطعات میں رقم کیے گئے ہیں۔ میں نے کوشش کی ہے کہ صرف اور صرف سچ ہی لکھوں اور معاشرے کے ان ناسور عناصر پر نشتر رکھوں جو معاشرے کے لیے تکلیف کا باعث ہیں تا کہ معاشرے کی تطہیر ہو سکے۔

میرا اگر کوئی لفظ اور کوئی سطر اگر آپ کے دل کو چھو لے تو میری یہی بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

آخر میں دوستوں اور خیر خواہوں سے صرف اتنا کہوں گا کہ میرے خاموش الفاظ کو آواز دیں۔ تنقید نہیں بلکہ اصلاح اور تفہیم کے نکتہ نظر سے پڑھیں۔

کتاب لکھنے کا پس منظر

جیسے ہر تصویر اور ہر تحریر کے پیچھے ایک کہانی پوشیدہ ہوتی ہے اسی طرح ایک حساس دل شخص کے اشعار کے پیچھے کوئی نا کوئی دکھ یا مشاہدہ یا کوئی تحریک لازما ہوتا ہے۔ میرے لیے قطعہ جات لکھنا کوئی مشغلہ نہیں ہے نا ہی کوئی ادبی مشق ہے بلکہ یہ میری روح کی آواز ہے جس نے میرے دل کی خاموشیوں کو بولنے کا موقع دیا۔ ہر شعر کے پیچھے ایک مشاہدہ اور ایک کہانی ہے اور یہ مشاہدات کئی سالوں پر محیط ہیں اور میری زندگی کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔ یہ کتاب کسی باقاعدہ منصوبے کے تحت نہیں لکھی گئی بلکہ ایک طویل سفر کی روداد ہے۔ ایک ایسا سفر جس کا آغاز تنہائیوں سے ہوا اور جس کے راستے میں معاشرے کے تضادات بھی آئے اور خود اپنی ذات کی گہرائیوں سے سوالات بھی آئے۔ یہ قطعے دل کی دھڑکنوں کی طرح کبھی مسلسل اور منظم محسوس ہوں گے اور کبھی دل ہی کی دھڑکنوں کی طرح بے ترتیب اور پر شور اور یہ ترتیب یا بے ترتیبی زندگی کے ایک واقعے کی ترجمان ہے اور سماج کے ناسوروں پر ایک سوالیہ نشان ہے۔

اختتامی نوٹ

اگر الفاظ دل سے نکلیں تو ان کا اثر لازماً ہوتا ہے۔ یہ قطعات میری زندگی کے تجربات اور میرے اپنے واقعات اور دوسرے لوگوں کے واقعات کا نچوڑ ہیں۔۔ یہ قطعات محض شاعری کے نمونے نہیں ہیں بلکہ دلی کیفیات ہیں جو شعری قالب میں بیان ہوئی ہیں۔

ان قطعات کے ذریعے میں نے معاشرے کے ناسور عناصر اور ناسور رویوں کو ظاہر کیا ہے۔ نیز اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا بھی اظہار کیا ہے۔

میں شاعر نہیں نا ہی کسی مکتب فکر کی نمائندگی کرنا میرا مقصود بلکہ میں نے صرف اور صرف اتنی جسارت کی ہے کہ ان خاموشیوں کو آواز دینے کی کوشش کروں جو اس بات کی حق دار ہیں کہ انہیں آواز دی جائے۔ میں نے اس مجموعے میں صرف اور صرف سچ لکھا ہے۔ اگر کسی کے دل کو چھو جائے تو حق ادا ہو جائے گا۔

آخر میں، میں ان تمام قارئین، دوستوں، اساتذہ اور خیر خواہوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے اس ادبی سفر کو ہمت، حوصلہ اور محبت سے نوازا۔

دعاگو،

[یاسر]

[جولائی 2025/ سیت پور]